بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

حضراتِ عبادلہ کی مفتوحہ سرزمین......طرابلس کی سیر

لیبیا کے باشندے مسلمان ہیں یہاں کی اکثریت مسلمان ہے۔ان کا کلچر دراصل اسلامی کلچر ہے الا یہ کہ بعض چیزوں میں اشترا کی کلچر نے اپنی جگہ بنالی ہو ہمیں اس کا اندازہ اس بات سے ہوا کہ یہاں کے لوگوں کا لباس اسلامی (علاقائی) تھا اگر چہ بعض لوگ پینٹ کوٹ میں کسے ہوئے بھی نظر آئے مگر ان میں سے بیشتر یا تو اشرافیہ سے تعلق رکھتے تھے یا سرکاری پروٹوکول کے جبر نے انہیں اس میں جکڑ رکھا تھا۔ کیونکہ جب انہی لوگوں میں سے بعض سے ان کے گھروں پر ملنے کا اتفاق ہوا تو وہ ایک دھوتی اور کرتے میں ملبوس تھے۔اگر وہ لباسِ افرنگی لباسِ راحت ہوتا تو گھر پر بھی اسے ہی زیب تن کیا جاتا کہ گھر تو اصلاً راحت کدہ ہے......

ان لوگوں کے رہن سہن کے طور طریقوں سے ان کا کلچر عیاں تھا۔سادہ بود و باش، تکلفات سے آزاد گفتگو اور غذا بھی بالکل سادہ......اور اسلام تو ہی سادگی پسند، یہاں تک کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بسا اوقات باہر سے کوئی (un-known) شخص اگر مدینہ منورہ آتا اور وہ حضور سے ملاقات کا خواہاں ہوتا اور مسجد نبوی تک پہنچ جاتا تو اسے مسجد میں لوگوں کے مابین حضور کو تلاش کرنے کے لئے دریافت کرنا پڑتا کہ تم میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ نہ لباسِ فاخرانہ، نہ ادائے وڈیرانہ، نہ اندازِ خسروانہ، نہ نشستِ متکبرانہ، نہ جبۂ خاص، نہ دستارِ مایہ دار...... ہاں گفتار و کردار سے پہچانے جاتے تھے کہ حبیبِ کردگار یہی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الف الف صلوٰۃ) لیبیا عرب ملک نہیں (افریقی ہے) یہاں کے باشندے عربی زبان بولتے ہیں اور ان کے لباس میں عربیت غالب ہے۔ان کی بود و باش عرب بدوؤں کی سی ہے۔البتہ دیگر عرب ممالک سے ان کا لہجہ مختلف ہے......ان کی خواتین عموماً پردہ کرتی ہیں تاہم دیہات میں وہی صورت حال ہے جو ہمارے دیہاتوں کی اور دیہاتی عورتوں کی ہے۔مرد و خواتین جفاکش ہیں۔

مساجد میں حاضری اچھی ہے اور مساجد بھی ہند و پاک کی طرز کی ہین، گنبد، محرابیں، سبز رنگ کا استعمال......اندرونی نقش و نگار اور بیرونی آرائش سب ہمارے ہی ملکوں کی طرح ہے۔اس سے اندازہ

ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا آرکی ٹیکچر اور کلچر ایک ہی ہے۔ اسلام جہاں گیا اس نے مقامی کلچر کی اصلاح کی ہے اسے مٹایا نہیں صرف وہ چیزیں ختم کیں جو حرمت کے درجے میں تھیں۔ اور جو مباح تھیں انہیں برقرار رکھا الا یہ کہ وہاں کے لوگوں نے خود ہی انہیں ترک کر دیا ہو۔

ہوٹل میں ساز وسامان رکھنے اور ناشتہ کروانے کے بعد ہمیں آرام کا موقع دیا گیا۔ ناشتے میں عرب دستور کے مطابق زیتون جبنہ اور حلاوہ بہمہ انواع واقسام موجود تھا۔ ہم پاکستانیوں کے لئے مرچ دار انڈا آملیٹ بھی تیار کیا جا رہا تھا۔ البتہ یہاں کے پراٹھوں کا اسٹائل ذرا ہم سے مختلف تھا اور اسے یہاں مطبق (میم کی پیش اور باء کی تشدید سے) کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض میں قیمے کی آمیزش بھی تھی۔

ناشتے اور آرام کے بعد ہم ہوٹل کے مین ہال میں آ گئے جہاں ہر رنگ ونسل کے لوگ موجود تھے، اور جنہیں دیکھ کر اسلام کا وہ حقیقی روپ نظر آ رہا تھا کہ جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا...... بتانِ رنگ و بو کو چھوڑ کر وحدت میں گم ہو جا...... ان مندوبین میں ہندی بھی تھے، تو ترکی بھی، افریقی بھی تھے تو عربی بھی، سوڈانی بھی تھے تو ایرانی بھی...... غرضیکہ دنیا بھر کے ملکوں سے آئے ہوئے علماء، اسکالرز، صحافی، سفارتکار، ادیب، شاعر اور دانشور سبھی تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر اور مل کر ایک قدرتی فرحت محسوس کر رہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب لبیب کے تصدق سے ایک قوم بنا دیا۔ یہاں سب مسلمان ہونے کے ناطے جمع تھے۔ مختلف بولیاں بولنے والے یہاں اسلام کی سرکاری زبان (عربی) بول رہے تھے۔ کچھ جو عربی سے ذرا نامانوس تھے وہ فی زمانہ بین الاقوامی رابطے کی زبانِ انگریزی کا سہارا لے رہے تھے۔ اگرچہ ہم پر اس اکٹھ، جوڑ، یا اجتماع کے مقاصد پوری طرح واضح نہیں تھے کہ نوعمری کا زمانہ تھا۔ تاہم ہمیں اسی بات پر کرنل قذافی کو داد دینے کو جی چاہ رہا تھا کہ اس نے دنیا بھر کے پڑھے لکھے لوگوں کو آپس میں ملنے جلنے کا ایک موقع فراہم کر دیا تھا۔

کانفرنس کے مندوبین کی ایک فہرست ہمارے ہاتھ لگی مگر وہ ہم سے آخری دن کسی نے دیکھنے کو لی اور پھر نہیں دی۔ چنانچہ ہم اپنی ڈائیری میں مندوبین کے نام محفوظ نہ کر سکے۔

کانفرنس شروع ہوئی...... خطبہ استقبالیہ جناب احمد الشریف نے پیش کیا، جس میں انہوں نے مندوبین کو یہاں بلائے جانے کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم جمعیت الدعوۃ کے قیام کی بیس سالہ تقریبات منا رہے تھے ہم نے چاہا کہ ہم آپ کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کر لیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس کانفرنس میں دنیا بھر کے مکاتبِ دعوۃ میں کام کرنے والے جمعیت کے نمائندوں کی ایک بڑی

☆...... نبینی کہ چون گربہ عاجز شود ☆☆☆ برآرد بہ چنگال چشم پلنگ...... ☆

تعداد بھی شریک ہے۔ انہوں نے ان کی خدمات کی تعریف کی اور جمعیت کے قیام کے اسباب واغراض پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے بڑھتی ہوئی عیسائی مشنری تبلیغی سرگرمیوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کا نام دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان مل کر عہد کریں کہ وہ اپنے ممالک میں عیسائی مشنری سرگرمیوں اور اپنے مشترکہ دشمن کی خفیہ کارروائیوں پر نظر رکھیں گے اور مستقبل کو امت مسلمہ کے حوالہ سے مضبوط تر بنانے کے لئے اپنی کوششیں بروئے کار لائیں گے۔ انہوں نے صہیونیت کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ کی روک تھام پر بھی زور دیا۔ ان کی گفتگو میں بادشاہی نظام پر تنقید بھی شامل تھی۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں مختلف ممالک کے سفارتکار اور اعلی عہدیدار بھی شریک تھے۔ کانفرنس کے اسٹیج پر پاکستانی پرچم بلند کرنے کا اعزاز راقم کو حاصل ہوا۔

افتتاحی اجلاس کے بعد مندوبین کو ایک دوسرے سے ملاقات کا خوب موقع ملا۔ چنانچہ ہم نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور متعدد لوگوں سے تعارف حاصل کیا انہیں پاکستان کے بارے میں بہت کم معلومات تھیں کچھ کو غلط فہمیاں تھیں، کچھ اسے ہندوستان کا ہی ایک حصہ خیال کرتے تھے۔ راقم نے ان کی اصلاح کی اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ صدر پاکستان محترم جنرل ضیاء الحق صاحب کے بارے میں غلط سلط قصے ان لوگوں کو معلوم تھے جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ راقم کا اس سفر کے دوران اصل ہدف لیبیا کے نظام قضاء کا مطالعہ تھا کیونکہ اسلامی دنیا میں لیبیا وہ پہلا ملک ہے جس نے شرعی حدود کے نفاذ کا تجربہ کیا اور راقم کے پی ایچ ڈی کے مقالہ کا موضوع شرعی حدود کا نفاذ ہے۔ جس پر ان دنوں تحقیقی کام جاری ہے۔ اس کانفرنس میں شرکت کا اصل مقصد اپنے موضوع کے حوالہ سے دنیا بھر سے آنے والے اہل علم وارباب اختیار سے تبادلہ خیال اور معلومات کا حصول تھا۔ چنانچہ بہت سے ایسے لوگوں سے ملاقاتیں ہوئیں جو اپنے اپنے ملک میں نافذ نظام قضاء سے پوری طرح واقف اور بعض اس کا حصہ تھے۔

لیبیا میں ہمارے دوست جناب علی قصودہ نے ہماری رہنمائی کی اور ہمیں متعدد ایسے لوگوں سے ملوایا جو عدلیہ اور قانون کے شعبہ سے وابستہ تھے۔ انہوں نے لیبیا میں شرعی حدود کے نفاذ کے حوالہ سے بہت مفید معلومات مہیا کیں اور ان کتب کی طرف اشارہ کیا جو کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ لیبیا کی لائبریری میں موجود ہیں اور جن کی مدد سے تفصیلات مل سکتی ہیں۔

جناب علی قصودہ نے ہمیں جناب المبروک عثمان احمد سے ملوایا جو کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ کے پرنسپل ہیں۔ ہم نے ان سے حدود کے نفاذ کے حوالہ سے گفتگو چھیڑی تو انہوں نے کہا کہ آپ کل کلیہ

تشریف لائیں گے تو انشاء اللہ وہاں آپ کو بہت کچھ مل جائے گا۔ چونکہ کلیہ کی طرف سے کل ایک استقبالیہ ہمارے وفد کے اعزاز میں دیا جانے والا تھا اس لئے ہم نے اپنے تحقیقی کام کو کل پر اٹھا رکھا۔

اگلے روز کلیہ الدعوۃ جانے کا موقع ملا، استقبالیہ میں شرکت کے بعد ہم نے لائبریری میں ڈیرہ ڈال دیا۔ نہایت عمدہ کتب اور مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ لیبیا کی تاریخ سے متعلق بعض کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ:

لیبیا کے لوگ فقہ میں زیادہ تر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب (مالکی) کے پیروکار ہیں۔ ملک کی اکثریتی آبادی مسلم ہے جبکہ اٹلی کے زیر تسلط رہنے کے باعث کچھ تعداد عیسائیوں کی بھی یہاں آباد ہے۔ ایک عیسائی ریسورس کے مطابق لیبیا میں ۶۰ ہزار آرتھوڈکس جبکہ ۴۰ ہزار رومن کیتھولک عیسائی آباد ہیں۔ جبکہ لیبیا کی کل آبادی (۱۹۹۰ میں) ساٹھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے...... (۲۰۱۱ء کے ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق یہاں کی آبادی ۶۴،۲۲،۵۰۰ ہو چکی ہے)

یہاں کلیہ الدعوۃ کی لائبریری میں موجود بعض تاریخی مصادر کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ:

۱۵۵۱ء میں لیبیا سلطنتِ عثمانیہ کا حصہ بنا۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد لیبیا پر اٹلی سمیت مختلف مغربی استعماری قوتوں کا قبضہ رہا۔ ۱۹۵۱ء میں لیبیا کو آزادی نصیب ہوئی۔ اور برطانوی آشیر باد سے السید ادریس السنوسی کی بادشاہت قائم ہوئی۔ جو تصوف کے ایک روحانی سلسلہ سنوسیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ سنوسی سلسلہ کے پیروکار افریقی ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں اب بھی ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں کرنل معمر القذافی نے اقتدار پر فوج کی طاقت سے قبضہ کرلیا۔ اور مذہبی قوتوں کی مخالفت سے بچنے کے لئے اعلان کیا کہ عدلیہ شریعت کی پابند ہوگی۔ اور قوانینِ شریعت کی مکمل پاسداری کی جائے گی چنانچہ شرعی حدود کے نفاذ کا سلسلہ جاری ہوا۔ ازاں بعد ایک حکمنامے کے تحت اسلام ملک کا سرکاری مذہب، جبکہ قرآن کو ملک کا دستور قرار دیا گیا اور غیر اسلامی قوانین کو ختم کرنے یا تبدیل کرنے کا اعلان ہوا، اسی کے ساتھ ملک کو اشتراکی (سوشلسٹ) جمہوریہ کا نام اور طاقت کا سرچشمہ عوام کو قرار دیا گیا۔ ۱۹۵۳ء کے پینل کوڈ میں متعدد ترامیم کی گئیں اور ۱۹۷۰ء کے اوائل میں شرعی حدود کے نفاذ کا اعلان کیا گیا۔ اس طرح سعودی عرب کے بعد لیبیا (جدید اسلامی دنیا میں) شرعی حدود کو عملاً نافذ کرنے والا پہلا ملک تھا۔ ۱۹۷۴ء میں آزاد کشمیر میں سردار عبدالقیوم نے حدود کے نفاذ کا قانون رائج کیا۔ جسے قانون ساز اسمبلی سے منظور کرایا گیا تھا......

کس نیاموخت علم تیر ازمن ☆☆☆ کہ مراعاقبت نشانہ نکرد

انسائیکلو پیڈیا کے مطابق......

The Penal Code 1953 was also amended by several laws passed in the early ***1970s, making Libya the first country to introduce hadd punishments by state legislation***. Penalties for various crimes such as theft, zina, qadhf and artificial insemination, were introduced by the amendments, although commentators note that the punishments have rarely been applied in practice. Legal provisions for the purpose of bringing legislation into accord with the shari?a were to be based on takhayyur, maslaha, and custom and usage where the Maliki is the predominant school. Some of the recommendations of the Personal Law Codification Committee lead to the passage of the Law on Women?s Rights in Marriage and Divorce in 1972, introducing innovative provisions on khula?.

کلیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ کی لائبریری میں کافی کتب میرے موضوع سے متعلق تھیں لیکن میں یہ سب کتب پاکستانی کتب خانوں میں دیکھ چکا تھا جو عموماً بیروت کی چھپی ہوئی تھیں۔ مجھے نئے مصادر کی تلاش تھی جو یہاں دستیاب نہ تھے۔ پھر طرابلس کے بعض دیگر کتب خانوں کا جو بہت ہی معمولی اور ذاتی قسم کے تھے دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ زیادہ تر یہاں کے علماء کے ذاتی ذخائیر کی باقیات تھیں۔

اگلے روز کانفرنس کے مندوبین کے اعزاز میں طرابلس سے بہت دور ایک صحرائی علاقہ میں رات کے کھانے پر کرنل قذافی صاحب کی طرف سے مدعو کیا گیا۔ ڈنر کا وسیع وعریض پنڈال جنگل میں ایک نیا شہر بسانے کا تاثر دے رہا تھا۔ مندوبین کے علاوہ لیبیا کے سرکاری وغیر سرکاری مہمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ کھانا عرب اور افریقی ذوق کے مطابق تھا۔ سالم بکرے، لحم مندی (ایک خاص انداز سے پکایا گیا گوشت)، چکن مختلف انواع واقسام کے ساتھ، اور دیگر بہت کچھ مگر سب حلال۔ شراب نوشی اور خنزیری گوشت فروشی پر یہاں آئینی طور پر پابندی ہے......

کانفرنس کے دیگر اجلاسوں میں مختلف موضوعات پر مقالات پیش کئے گئے۔ جن میں سے زیادہ تر کا تعلق مسلم امہ کے موجودہ مسائل اور ان کے حل سے متعلق تھا۔ مقررین نے عالم اسلام کو متحد ہونے اور غیر مسلم ممالک کی جانب سے درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے حوالہ سے خاصا گرم کیا۔ کھانے کے وقفے کے دوران جن اساتذہ اور ادباء سے ملاقات ہوئی ان میں حسب ذیل نام قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر المبروک عثمان احمد، ڈاکٹر محمد فتح اللہ زیادی، جناب عمارہ حنین بیت العافیہ، جناب عبدالحمید

عبداللہ الھر امہ، جناب ڈاکٹر محمد احمد الشریف، ڈاکٹر عبدالرحمن عطیہ، ڈاکٹر امین توفیق الطیبی، ڈاکٹر یاسین عربی، ڈاکٹر عبدالحکیم الاربد، پروفیسر ڈاکٹر الساتح حسین، پروفیسر الطیب النعاس، ڈاکٹر ابراہیم الرفیدہ، ڈاکٹر محمد الدسوقی، ڈاکٹر محمد الزنتانی......اور دیگر متعدد، دکاترہ واساتذہ......

شام سے آئے ہوئے بعض اساتذہ اور لبنان سے آئے ہوئے مفتیان کرام سے بھی ملاقاتیں ہوئیں جن میں طرابلس اللبنان کے مفتی اعظم سے ملاقات بڑی مفید رہی کہ انہوں نے لبنان کے نظام عدل و قانون کے بارے میں مفید معلومات فراہم کیں نیز مصر جانے کا مشورہ دیا تاکہ جامعہ الازہر مصر کے اساتذہ کرام اور جامعہ کی قدیم وجدید لائبریری سے استفادہ کیا جاسکے۔ کانفرنس کے ایک اجلاس کے بعد ہمیں ایک پریس کانفرنس میں بلایا گیا جو......ذات العماد......میں تھی۔ ذات العماد ایک بڑی عمارت کا نام ہے جسے پلازا کہنا چاہئے، دور سے یہ عمارت یوں دکھائی دیتی ہے جیسے کسی نے ایک لٹر والی منرل واٹر کی چار بوتلیں کسی عمارت کے اوپر الٹی کھڑی کردی ہوں۔ یہ دراصل پانچ ٹاورز ہیں لیکن دور سے چار ہی نظر آتے ہیں جن کی بلندی اور طول وعرض یکساں ہے۔ اس عمارت کا ڈیزائن اٹلی کے ایک انجینئر نے تیار کیا۔

ہم نے استاذ طاہر شعبان سے جو کہ پاکستان میں جمعیت الدعوہ کے کرتا دھرتا تھے سے اس عمارت کے بارے میں اور اس کے نام کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ذات العماد تو اس کے عماد یعنی بلند وبالا ان چار ٹاورز کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ تاہم اس کی تاریخ اور پس منظر یہ ہے کہ جمعیت الدعوۃ جب قائم ہوئی تو کرنل معمر القذافی نے اس کے پہلے افتتاحی پروگرام کے بعد جناب احمد الشریف جو کہ جمعیت کے مؤسس رکن ہیں سے دریافت کیا کہ جمعیت کو چلانے کیلئے جتنے بھی فنڈز کی ضرورت ہوگی میں دوں گا۔ اس پر جمعیت کے سیکرٹری جنرل احمد الشریف نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر سال گرانٹ دینے کی بجائے آپ ہماری مستقل آمدن کا بندوبست کردیجئے، کوئی ایک ایسا بڑا پلازہ تعمیر کروادیجئے جو رہائشی اور تجارتی ہو اور اس کا کرایہ جمعیت کو ملتا رہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور یہ عمارت معرض وجود میں آگئی اب اس کی تمام تر آمدن جمعیت کو ملتی ہے۔ اور اسے کوئی گرانٹ یا فنڈز کہیں سے لینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ جمعیت پوری دنیا میں تبلیغِ دین کا کام کرتی ہے اور دینی تحریکوں کو سپورٹ کرتی ہے۔ کلیہ الدعوۃ اسی جمعیت کے تابع ہے۔ ہم نے کلیہ الدعوۃ میں وہاں کے اساتذہ وطلبہ سے الگ الگ ملاقاتیں کیں اور عربی میں تھوڑی بہت جو شد بد ہمیں حاصل ہے اس نے قربتیں پیدا کرنے میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔

☆الی ان یجیء التریاق من العراق لمات الملسوع ☆

ایک روز ہمیں خیال آیا کہ بازار بھی دیکھنا چاہئے اور ہم شارع النصر سے شارع زاویہ پھر شارع الجماہیریہ، شارع عمر المختار، المدینہ القدیمہ اور دیگر بہت سی گلیوں اور بازاروں میں گھوم گئے۔ مارکیٹ میں اشیاء کے نرخ بہت بلند تھے اور مال کی کوالٹی ہمارے ہاں دستیاب مال سے بہت کم تھی۔ایک شارع عام سے ہم گزر رہے تھے کہ ہمارے ایک ساتھی نے کہا یہ سڑک کتنی صاف ستھری ہے پھر ایک اور سڑک پر مڑے تو وہ بھی صاف ستھری تھی میں نے کہا لگتا ہے یہاں سڑکوں کی صفائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، ہمارے ساتھ مصر سے آئے ہوئے شرکہ العرب للمقاولون کے کلچرل ڈائیریکٹر استاذ ابن عساکر تھے۔وہ کوئی موقع مزاح کا ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے،فوراً بولے......**وفیہ احد یوسخھا** ......یعنی یہاں کوئی رہتا ہے جو انہیں گندا کرے۔مراد یہ کہ یہاں آبادی ہی بہت کم ہے،سڑکیں تو مکینوں کے گندہ کرنے سے گندی ہوتی ہیں،ادھر تو آبادی ہی نہ ہونے کے برابر ہے......اور حقیقت بھی یہی ہے کہ لیبیا کی آبادی بہت کم ہے۔۱۹۹۰ء کے اعداد وشمار کے مطابق پورے ملک کی آباد بیالیس لاکھ اکیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔بڑے شہری علاقوں میں بھی وہ چہل پہل ہمیں نظر نہیں آئی جو ہمارے ہاں چھوٹے چھوٹے شہروں میں دکھائی دیتی ہے۔ہم نے میدان التحریر دیکھا، پھر کرنل قذافی صاحب کا وہ مکان بھی ہمیں دکھایا گیا جہاں ان پر امریکی طیاروں نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔لیبیا پر جب سے امریکی پابندیاں ہیں،اور ہمیں بتایا گیا کہ انہی پابندیوں کے باعث امپورٹ ایکسپورٹ بری طرح متاثر ہے۔غذائی اجناس تک مہنگی ہو چکی ہیں دوائیں بہت کم ملتی ہیں اور بازاروں میں مال کی قلت بھی اسی سبب سے ہے۔ہم نے چاہا کہ ہمیں حضرات عبادلہ ثلاثہ یا ان کی اولادوں کے کوئی آثار ادھر زیارت کو مل جائیں مگر کوئی اس طرف ہماری رہنمائی کرنے والا نہ تھا۔کانفرنس کے اختتامی اجلاس کے بعد ہم نے مصر جانے کی تیاری کی تاکہ مصر میں جامعہ الازہر کے وسیع علمی ذخائر سے اپنے مقالہ کے سلسلہ میں مدد اور وہاں کے اساتذہ سے مشاورت کی جا سکے، چنانچہ استاذ عبدالفتاح عساکر کے ساتھ ہم مصر کے لئے روانہ ہو گئے......(سفر جاری ہے)

تمام عالمِ اسلام کو

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مبارک ہو۔(آمین)

☆ تا تریاق از عراق بیاورند...... مار گزیدہ مردہ باشد ☆